پاکستان کے دستور کا مسئلہ صرف ایک دستور کی تدوین و ترتیب کا مسئلہ نہیں بلکہ ایک نئے فکر، نئے تجربے اور مثالی نظریۂ ریاست کو منصۂ شہود پر لانے کا مسئلہ ہے۔ اگر بات صرف اتنی ہی ہوتی کہ ایک ملک کے آئین طیار کرنا ہے، اور جس طرح دوسرے ملکوں کا ایک جمہوری ضابطۂ حیات ہے اسی طرح کا ایک نظام یہاں بھی تھوڑی سی تبدیلیوں کے ساتھ قائم کرنا ہے تو اس کے لئے زیادہ تردد حیص بیص اور غور و فکر کی ضرورت نہ تھی۔ مشکل یہ ہے کہ پاکستان سرے سے ان معنوں میں ایک مملکت ہی نہیں۔ اس کی حیثیت ایک آئیڈیالوجی اور مخصوص انداز زیست کی ہے۔ یہی وہ انقلاب انگیز خیال تھا جس کی وجہ سے پاکستان نے جنم لیا ورنہ وسیع و عریض اور متحدہ ہندوستان میں مسلمان ایسا گیا گزرا نہ تھا کہ ہندوؤں کے دوش بدوش زندگی نہ بسر کر سکتا۔ پاکستان ہمارے نقطۂ نظر سے تاریخ اسلامی کی پہلی معتمند کروٹ ہے۔ اس سے اگر کما حقہ فائدہ نہ اٹھایا گیا اور نئے عہد کی بنیاد نہ رکھی گئی تو اس کا نقصان برداشت کرنے کے لئے ہمیں ہر وقت آمادہ رہنا چاہیئے کیونکہ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ صدیوں کے بعد ہمیں اپنے افکار و نظریات کے مطابق زندگی بسر کرنے کا جو موقع ملا تھا اس کو ہم نے اپنے اختلافات کے سبب کھو دیا۔ صدیوں کے بعد ہم اس لئے کہہ رہے ہیں کہ اسلامی تاریخ کی ورق شناسوں کے لئے یہ واقعہ ہے کہ خلافت راشدہ کے بعد اس پر جو ملوکیت کا اقتدار چھایا ہے تو اس استبدادی اور مضبوطی کے ساتھ کہ ادھر تیرہ چودہ سو سال تک کوئی سیاسی نظریہ نہیں ابھر سکا۔ اور ملوکیت کی پٹی ہوئی اور ظالمانہ راہ سے ہٹ کر حکومت و ریاست کی کوئی عادلانہ اور جمہوری شکل معرض وجود میں نہیں آسکی۔ اب اگر خوش بختی سے ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں۔ کہ ہم اسلامی اقدار اور موزوں عصری نظریات و افکار کو سمو کر ایک معتدل، متوازن اور ترقی پذیر ریاست کی طرح ڈال سکیں تو ہمیں نہایت، اخلاص کے ساتھ اس کے لئے جد و جہد کرنا چاہیئے اور موجودہ آئین پر اس زاویۂ نظر سے غور کرنا چاہیئے۔ کہ اس میں ایسی ریاست کے اصولی خد و خال کی نشاندہی کی گئی ہے یا نہیں اور آیا اس کو مان کر، اور تسلیم کر کے ہم ایک ایسی زندگی کی ابتدا کر سکتے ہیں یا نہیں۔ رہا نقائص اور کوتاہیوں کا سوال تو ان کو ہم ہر وقت دور کرنے پر قادر ہیں۔

گذشتہ ماہ کتنے ناموروں کو دست اجل نے ہم سے چھین لیا۔ مولینا اسلم جیراجپوری کا انتقال ہوا۔ قاضی عبدالغفار چل بسے مولینا محمد علی کنیٹب اللہ کو پیارے ہو گئے، اور مولینا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی اور پروفیسر عبدالقادر سفر آخرت پر روانہ ہو گئے —— اس قحط الرجال میں ان لوگوں کا داغ مفارقت دے جانا، بہت کھلتا ہے مگر کیا کیا جائے اس عالم فانی کا یہی وتیرہ ہے، یہاں جو آیا چلنے کے لئے اور جس نے بزم حیات میں قدم دھرا۔ اٹھنے اور رفیقوں اور دوستوں کو رنجور کرنے کے لئے۔ لہٰذا صبر اور دعائے مغفرت کے سوا چارہ ہی کیا ہے۔

مولینا اسلم جیراجپوری ان چند لوگوں میں تھے جو اپنی آنکھ سے دیکھتے اور اپنے نقطۂ نگاہ سے مسائل دینی پر غور کرتے ہیں ان کی تربیت اور تعلیم کی منزلیں اگرچہ ان فضاؤں میں طے ہوئیں جن کو نواب صدیق حسن خاں کے ذوق علم نے مہیا کیا تھا، تاہم یہ جدت و طباعی کے سبب اس روش پر قانع نہ رہ سکے اور مجبور ہوئے کہ اجتہادات اور جدت انفرادیت کے لئے الگ راہیں نکالیں